تلخیص و ترجمہ

ہندی ادب کی ترقی میں مسلمانوں کا حصہ

اس عنوان سے مہامہو پادھیا ڈاکٹر پنڈت لکشمی دھر ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی صدر شعبۂ سنسکرت "ہندی دہلی یونیورسٹی کا ایک فاضلانہ مقالہ "دی اسٹیٹسمین" میں حال ہی میں شائع ہوا ہے قارئین برہان کے لئے ذیل میں اس کا ملخص ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ (س)

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے ہندی ادب کی ترقی میں جو حصہ لیا ہے اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ جو لوگ اسلامی کلچر کی تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ صرف ہندستان میں مسلمانوں کی حکومت کے عروج وزوال کے مطالعہ تک اپنی کوشش کو محدود رکھتے ہیں لیکن میرے خیال میں مسلمانوں کی حکومت کی وسعت اور اس کی ترقی و عروج کا مطالعہ ہندوستان میں اسلامی کلچر کی ترقی اور اس کے نشوونما کی صحیح تاریخ پر مشتمل نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا کی دوسری حکومتوں کی طرح ہندوستان کی مسلم حکومت بھی ان ارباب سیاست کی تخلیق تھی جن کی سیاسی پالیسی اپنے زمانہ کے سیاسی تخیلات کے زیر اثر ہوتی ہے اسلام کے صحیح تصورات و افکار کے ساتھ اس کا لگاؤ نسبۃً کم تھا۔ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی اچھائیاں یا برائیاں ان کی اپنی تھیں۔ اس لئے ان بادشاہوں کے اعمال و افعال کی روشنی میں اسلامی احکام و مسائل کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا انصاف سے قرین نہیں ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ گذشتہ چھ یا سات صدیوں میں اسلام نے ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں جو حصہ لیا ہے اس کا مطالعہ کریں تو ہم کو اسلام کے روحانی پیشوا جو اس ملک کے عوام کے ساتھ رہتے سہتے تھے اور جنہوں نے اپنے عقیدہ و عمل کے ذریعہ باشندگان ملک کی بڑی شاندار خدمات انجام دی ہیں ان کی

ہندی زبان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاہئے خوشی کی بات ہے کہ صوفیائے اسلام کی یہ گرانقدر تصنیفات زمانہ کے دستبرد سے محفوظ رہ گئی ہیں یہ تصنیفات گنتی میں اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ہندی زبان کے فضلاء اور ادبا اس تمام مواد کو جمع کر کے مرتب کریں تو اس کے لئے کئی نسلیں درکار ہوں گی افسوس ہے کہ فصل پکی ہوئی ہے لیکن اس کو کاٹنے والے بہت کم ہیں خود میں نے جو فہرست مرتب کی ہے اس میں کم از کم ہندی زبان کے پانچسو مسلمان مصنفین کے نام مع ان کی کتابوں کے نام اور تاریخ تصنیف وغیرہ کے درج ہیں اور ان میں سے بعض بعض کتابیں تو اسلام کی بہترین تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں یہ تصنیفات اس بات کا ثبوت ہیں کہ صوفیا اور ہندی کے مسلمان مصنفین نے ان مواقع سے فائدہ اٹھایا جو انھیں ہندوؤں کے ساتھ ملنے جلنے سے حاصل ہوئے اور اس طرح اپنے اور ہندوؤں کے دونوں کے فائدہ کے لئے خود ہندوؤں کی زبان اور ادب کے ذریعہ ان کے ساتھ ایک دائمی تعلق پیدا کر لیا مسلمان حکومت اسباب طبعی کی وجہ سے فنا ہو گئی لیکن اسلام کے صوفیا اور ہندی کے مسلمان شاعروں کی کوششوں کی بدولت اسلام جو ظاہر ہے کہ اس ملک کی تخلیق نہیں ہے آج بھی اس ملک میں باقی ہے اور ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں ہندی زبان کے ذریعہ اسلام کی روح ہندی گھرانوں کے اندر تک پہنچی اور جیسا کہ میں بتاؤں گا یہی مقصد تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے پہلے ہندی زبان کو ایک شکل و صورت دی اور اس کے بعد ترتیب و تہذیب کر کے اس کا معیار اونچا کیا۔

یہ کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے روزمرہ کی ہندی بولی کو ادبی مقاصد کے لئے استعمال کیا وہ مسلمان ہی تھے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ روزمرہ کی اس بولی کو برہمنوں نے ایک ناشائستہ زبان سمجھ کر بالکل نظر انداز کر رکھا تھا اور وہ اس کو اپنی توجہ کے لائق نہیں سمجھتے تھے تاریخ ہند کے ایک نہایت نازک دور میں جب کہ ہندوؤں کا قدیم مذہب عوام کے دماغوں پر اپنی گرفت قایم رکھنے میں ناکام ہو گیا تھا اور غیر تعلیم یافتہ طبقات میں بیہودہ رسوم و روایات

جا بکھر چکی تھیں مسلمان مصنفین نے ہندی زبان کے ذریعہ ہندوستان کے لوگوں میں از سر نو مذہبی شعور و بیداری پیدا کرنے کی غرض سے اسلام کے تعلیمی فلسفہ کی تشریح کی اور روحانی ابتری و پراگندگی کے اس زمانہ میں صوفیائے اسلام اور دوسرے مسلمان اہل قلم نے اسلام کے اخوت و محبتِ انسانی اور توحید کے پیغام کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ پھیلایا اور یہ سب کچھ انھوں نے ہندی زبان میں ہی کیا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے یکے بعد دیگرے عوام کی زبان یعنی ہندی میں مختصر افسانے اور کہانیاں لکھیں اور ان کے ذریعہ اس عشق و محبت الٰہی کا پرچار کیا جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے چنانچہ قطبن نے مرگاوتی لکھی اور منجھن نے مادھومالتی تصنیف کی۔ جائسی نے پدماوتی کا ایک بیش قیمت تحفہ پیش کیا اور عثمان نے چترادتی اور نور محمد نے اپنے عہد میں اندراوتی سے ضیافت کی۔ اس عالمگیر اخوت و محبت اور امن و عافیت کے پیغام کا ہی یہ اثر تھا کہ ہندوستان کی زوال پذیر روح پھر ایسی ہی شگفتہ و تازہ ہو گئی جیسے کہ صبح کے سورج کی کرنوں کے اثر سے کنول کا پھول۔

ہندی زبان کے ان مسلمان مصنفین کو اس سے دلچسپی نہیں تھی کہ وہ ہندوؤں کے عیوب اور ان کی کمزوریوں کو بیان کرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہوگا اور مذہب کے متعلق غلط تخیل پیدا ہو جائیگا اس کے برخلاف وہ ہندوؤں سے اس درجہ گھل مل گئے کہ ہندوان کو محبت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس طرح ان کو موقع ملا کہ وہ ہندوؤں کے خیالات و احساسات کو بلند اور اسلامی پیغام امن و عافیت سے انھیں روشناس کریں۔ ہندی کے مسلمان مصنفین نے اپنی کتابوں میں ہولی اور بسنت جیسے ہندو تہوار۔ اور رادھا اور کرشن ایسی شخصیتوں کی بھی بڑی تعریف کی ہے اور ساتھ ہی انھوں نے عشقِ الٰہی کا جو اسلام کا خاص پیغام ہے بڑے جوش و خروش سے پرچار کیا ہے ان دونوں کے امتزاج سے ہندوستان میں ایک نیا کلچر پیدا ہوا اور اس ملک کو ایک نئی زندگی ملی جو مختلف عناصر کے اتحاد و امتزاج کا ایک خوشگوار نتیجہ تھی

ان مسلمان مصنفین ہندی کے متعلق یہ کہنا مبالغہ سے یکسر خالی ہے کہ ان لوگوں نے ہندوستان کو پایا اینٹ کا بنا ہوا لیکن انھوں نے اپنے ہاتھ سے اس کو سنگ مرمر کا بنا دیا پر تنذو مرشی چندر جو جدید ہندی شاعری کا موجد ہے اس نے انھیں مسلمان صوفیا کے متعلق بجا کہا ہے کہ

इन मुसलमान हरिजन पै कोटिन हिन्दु वारिये

یعنی میں ان خدا پرست مسلمانوں کی خاطر کروڑوں ہندو قربان کر دوں ۔

اپنے امن و خیر خواہی کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ شائع اور عام کرنے کے لئے ان مسلمان مصنفین نے اس زبان کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا جو عوام کی زبان تھی اور جس کا نام ہندی ہے چنانچہ جائسی کہتا ہے :۔

तुरकी अरबी हिन्दवी भाषा जती अहि
जामें मारग प्रेम का सबै सराहै ताहि

امیر خسرو نے جدید ہندی شاعری کی ایک شکل ایسی ہی مقرر کی جیسے کہ انشاء اللہ خاں نے ہندی نثر کی تھی ملک محمد جائسی نے دوہے اور چاؤپائی کے امتزاج سے ایک خاص شکل پیدا کی اور اس میں اپنی مشہور مثنوی پدماوتی لکھ کر تلسی داس کے لئے ہندی رامائن لکھنے کا راستہ پیدا کیا ہندی شاعری کے مرلی اسکول نے تحریک ذہنی کے ذریعہ جو ایک سچی شاعری کی مدوح ہوتی ہے ہندی ادب میں غیر معمولی اضافہ کیا اور ہندی کے مسلمان اہل قلم نے جو عربی اور فارسی کے بھی نامور فاضل ہوتے تھے اچھوتی اور نئی تشبیہات و استعارات اور قدیم ادبیات کے گوناگوں اسالیبِ بیان کے ذریعہ ہندی شاعری کو مالا مال کیا بعض مسلمان ہندی شاعروں نے تو اس قدر اچھوتی تشبیہات پیدا کی ہیں کہ ان کا جواب نہیں ہو سکتا مثلاً ایک شاعر اپنے محبوب کی آنکھ کی تعریف اس طرح کرتا ہے :۔

अमी हलाहल मद भरे सेत साम रतनार
जियत मरत झुक झुक परत जेहि चितवन एक बार

یا مثلاً ایک مسلمان شاعر ایک نوجوان ہندو عورت کو شوہر کی ارتھی کے ساتھ ستی ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو فوراً اس کو اس کنول کے پھول کے ساتھ تشبیہہ دیتا ہے جو آگ میں پڑا ہوا ہو۔

अगनिकुंड फुलवै कँवल

یہ دو مثالیں یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مسلمان شاعروں نے اپنے اعلیٰ تخیل اور صفت کلام سے ہندی شاعری میں کتنا زور پیدا کر دیا تھا

شاعری کے دوسرے اصناف کی طرح مسلمانوں نے ہندی گیت کو بھی بڑی ترقی دی اور اس میں بھی انھوں نے طرح طرح کی ایجادیں کیں۔ ان مسلمانوں کی فہرست بہت طویل ہے مختلف سروں کی طرح ٹھمری۔ ٹھپہ اور دادرا مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے۔

ہندی کے مسلمان شاعروں کی دو خصوصیات بہت زیادہ نمایاں اور قابل ذکر ہیں ایک اعلیٰ تخیل اور دوسرا حسنِ بیان و محاکات جن شاعروں کے کلام میں یہ دونوں اوصاف بدرجۂ کمال پائے جاتے ہیں ان میں سے چند ایک کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

(۱) امیر خسرو (تیرہویں صدی عیسوی) ہندی میں امیر خسرو کو اس شہد کی مکھی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو رنگ برنگ کے پھولوں سے مٹھاس چوستی ہے اور پھر ان سب کی ترکیب سے شہد بنا کر پیش کر دیتی ہے امیر خسرو کی ہندی شاعری کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی زبان نہایت رسیلی اور شیریں و رواں ہے اور ان کے ہاں الفاظ اور جملوں کی ساخت جو ہندی زبان پر ان کی غیر معمولی قدرت کا نتیجہ ہے اس قدر حیرت انگیز اور عجیب و غریب ہے کہ ان کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) جائسی (۱۵۴۰ء) ان کی شاعری سوز و گداز سے پُر ہے۔ جائسی پہلا شخص ہے جس نے ہندی کے لئے ادبیات کی صف میں ایک جگہ پیدا کی اس کی پدماوتی اپنے غیر معمولی بلند تخیل کے باعث ہندی زبان کا ایک لافانی اور بے حد موثر شاہکار ہے۔

(۳) عبدالرحیم خانخاناں (از ۱۵۵۶ء تا ۱۶۲۹ء) خانخاناں بہت سی زبانوں کے چمن سے

رنگ رنگ کے پھول جمع کرتا ہے اور ان سب کا ایک خوشنما ہار بنا کر اسے ہندی شاعری کے گلے کی زینت بنا دیتا ہے۔ اس کی ست سائی اور اسی طرح کی دوسری تصانیف مابعد کے لئے رہنما کا کام کرتی ہے خانخاناں کا عہد ہندی شاعری کا عہدِ زریں ہے جب کہ عظیم المرتبت مغل بادشاہوں کے دربار میں اس زبان اور اس کی شاعری کی بڑی محبت اور توجہ کے ساتھ پرورش اور تربیت کی گئی۔

(۴) رس خان (از ۱۵۵۵ء تا ۱۶۲۸ء) یہ دہلی کا ایک پٹھان تھا ہندی زبان میں اس کی شاعری پُرخلوص عباداتی شاعری کی حیثیت سے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

(۵) شاہ برکت اللہ (از ۱۶۶۰ء تا ۱۷۲۹ء) اس کی پریم پرکاش ہندی شاعری کا لافانی شاہکار ہے۔ برکت اللہ کی شاعری میں گیت کے سروں کے ساتھ فلسفیانہ افکار کا ایسا حسین امتزاج ہوتا ہے کہ ان کے پڑھنے سے غیر معمولی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور بیساختہ زبان سے واہ بھی نکلتی ہے ذیل کے شعر میں دیکھئے اس نے ایک نہایت ٹھوس حقیقت کو کس سحر طرازی کے ساتھ لطیف و شیریں پیرایۂ شعر میں بیان کیا ہے۔

तुम सूरज हम दीप निस, अजु गत कहै सुनाये ।
बिन दरसे नहीं रह सके, दरसे रहा न जाय ॥

(۶) شیخ رنگریزن (۱۷۰۰ء) یہ ایک مسلمان خاتون تھی جو شگفتگی اور زندہ دلی کو ہندی شاعری میں اس طرح جمع کر دیتی ہے۔

कनक छुरी सी कामिनी, काटि पर काहे छीन ।
कटि को कंचन काटि बिधि कुचन पर धर दीन ॥

اس مختصر روئداد سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندی شاعری پر مسلمانوں کا احسان بہت بڑا ہے اور ان مسلمان ارباب قلم کے ہندی زبان کے جتنے کارنامے سامنے آتے رہیں گے اسی قدر مستقبل میں ان کی عظمت کا اعتراف اور زیادہ کیا جائے گا۔ (س)